پندرہ روزہ
جریدہ ترجمان دہلی

جلد نمبر ۳ — ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۳ء — شمارہ نمبر ۴۴

سیاسی عدم استحکام

حکیم اجمل خان

جیسے جیسے الیکشن قریب آتا جا رہا ہے سیاست بازوں کی سرگرمیاں اسی حساب سے تیز ہوتی جا رہی ہے۔

گزشتہ سے گزشتہ الیکشن میں جنتا لہر تھی پھر جنتا لہر کے بعد جنتا پارٹی کے زوال و انتشار کی لہر آئی، اور اندرا گاندھی پھر اقتدار میں آ گئیں۔ اب کونسی لہر آئے گی اسے یقینی طور پر نہیں بتایا جا سکتا۔

اصل میں ملک کی سیاسی پارٹیوں اور ان کے نظریات کا اگر تجزیہ کیا جائے تو حسب ذیل طاقتیں یا نظریات کام کر رہے ہیں۔ جن کے مقصد اور پروگرام ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

ایک فرقہ پرست	دائیں بازو کی طاقتیں
دوسرے کمیونسٹ	بائیں بازو والے

تیسری طاقت وہ جو اپنے آپ کو سوشلزم، سیکولرزم اور جمہوریت کا علمبردار بتاتی ہے۔ یہ جو مختلف جماعتوں میں بٹی ہوئی ہے اس میں بالعموم اقتدار کے متلاشی اور منافق لوگ شامل ہیں جو اگرچہ ایک ہی وچار دھارا رکھتے ہیں۔ مگر اپنے آپ کو قومی سطح پر بڑا منوانے اور اقتدار میں ساجھی دار بننے کے لئے چھوٹی چھوٹی جماعتیں بنائے ہوئے ہیں۔ خود کانگریس آئی بھی اسی صف میں آتی ہے۔ اور کانگریس تقسیم ہونے کے بعد کانگریس کے نام سے جو اور تنظیمیں بنی ہیں وہ بھی موقع پرست جماعتیں ہیں۔ جو ذات پات کے نام پر اقتدار کے حصول کے لئے کوشاں ہیں۔

پانچویں علاقائی پارٹی یا جماعتیں ہیں۔ جو مذہب، علاقہ، زبان یا کلچر کی بنیاد پر قائم ہیں۔ ان میں سے بعض بہت مضبوط بھی ہیں۔ مثلاً اکالی دل، اے ڈی ایم کے، نیشنل کانفرنس، مسلم لیگ وغیرہ وغیرہ۔ اقلیتیں کسی گنتی میں نہیں۔ البتہ ان میں سے سیاسی پارٹی مختلف حیلے بہانوں کے ذریعہ اقلیتوں کے ووٹ حاصل کرنے کیلئے کوشاں رہتی ہیں۔

کانگریس آئی جس کو بعض لوگ اصل کانگریس کہتے ہیں اس میں شخصیت پرستی اور بنیادی نظریات سے دوری کافی بڑھ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے عوام میں اس کے خلاف نفرت اور بیزاری پائی جاتی ہے۔ اور اب اس کے بیشتر لیڈروں نے جو سہارا لینا شروع کیا ہے اس نے تو کانگریس کی شکل و صورت ہی بدل دی ہے اور جن سنگھ کی جگہ لینا شروع کر دی ہے۔ اور وہ دوسری پارٹیاں جو کانگریس سے ملتے جلتے نظریات کی حامل سمجھی جاتی تھی۔ اور ایک بار وہ سب کی سب بشمول سابق جن سنگھ اور چودھری چرن سنگھ جنتا پارٹی کے طور پر اقتدار میں بھی رہ چکی ہیں۔ اس قدر بکھری ہیں کہ ان کا ایک جگہ دوبارہ کانگریس آئی کی اپوزیشن کے طور پر جگہ لینا مشکل نظر آتا ہے۔ خیالات، مفادات اور طریق کار کے اختلاف نے انہیں ایک دوسرے سے بہت دور کر دیا ہے۔ اور اتحاد کی تمام کوششیں ناکام ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ اس صورت حال نے ہندوستانی عوام میں قومی سیاسی جماعتوں کے خلاف نفرت پیدا کر دی ہے۔ اور انہیں ایک ایسے دوراہے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے جس پر وہ صحیح راستے پر چلنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

آنے والے الیکشن میں کس طرح کی پارلیمنٹ منتخب ہو کر آئے گی۔ اس کے بارے میں قطعیت کے ساتھ کوئی بات نہیں کہی جا سکتی ہے۔ لیکن عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ علاقائی پارٹیاں زیادہ تعداد میں ابھر کر آئیں گی۔ کیونکہ برسر اقتدار جماعت نے اپنا اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے مضبوط مرکز کا جو نعرہ دے رہے ہیں اور بیرونی خطرات یا آسام و پنجاب کے علیحدگی پسندانہ رجحانات کا ہوا کھڑا کرکے ووٹ لینا چاہتے ہیں۔ تجربات عوام اور علاقائی جماعتوں نے رد کر دیا ہے۔ اب قوی امکان یہ ہے کہ جو آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ ریاستوں کو زیادہ سیاسی و مالی استحکام فراہم ہو جانا چاہیے۔ گورنری کی آسامی کو ختم کر دینا چاہیے۔ جہاں تک بیرونی خطرات والے نعرہ کا تعلق ہے۔ یہ نعرہ کسی زمانے میں دائیں بازو کی طاقتیں بلند کیا کرتی تھیں۔ ان طاقتوں کے دو عظیم سربراہوں چرن سنگھ اور اٹل جی نے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ ہندوستان کی لیڈر کو دوسرے ممالک کے معاملات میں دخل نہیں دینا چاہیے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ پڑوسی ملکوں سے تعلقات کو ہموار رکھنے کے حق میں ہیں۔ اور موہوم خطرات کو الیکشن کے لئے نعرے کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

اب رہ گیا ملک کی اقلیتوں کا مسئلہ، وہ کس کے گلے لگیں کہاں جائیں کس پارٹی کو ووٹ دیں۔ یہ مسئلہ اس بار مسلم اقلیت کے لئے بہت ہی گمبھیر ہے۔ اگر اس ووٹ کا صحیح استعمال نہیں ہوا تو اقلیت دشمن طاقتیں پارلیمنٹ میں دوبارہ آ سکتی ہیں۔ اور وہ اقتدار میں آ کر ان کا جینا مشکل کر سکتی ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو قومی سطح پر یہ سوچنا پڑے گا کہ وہ اپنا ووٹ کسے دیں۔ ساتھ ہی ان مسلم لیڈران سے بھی ہوشیار رہنا ہوگا۔ جو مختلف پارٹیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور الیکشن کے وقت مسلمانوں سے مسلمان کے نام پر ووٹ مانگتے ہیں مگر جب مسلم اقلیت کے مسائل سامنے آتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے ووٹ سے تھوڑا کامیاب ہوئے تھے۔

بڑھتے ہوئے سیاسی عدم استحکام کے ماحول میں ضروری ہے کہ ہم اپنے ملی مفادات کی نگرانی کے لئے انتشار، انتہا پسندی، موقع پرستی اور علاقائی و لسانی عصبیتوں سے بچیں۔ اور اپنے آپ کو ملک کی سب سے سمجھدار طاقت ور اور متحد قوت ثابت کریں۔

قول بلا عمل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا اور اسے جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ تو اس کی آنتیں نکل کر باہر آ جائیں گی۔ اور آگ میں تیزی سے پھیلنے لگیں گی۔ تو وہ اپنی نکلی ہوئی آنتوں سمیت آگ میں اس طرح چکر کاٹے گا جیسے چکی چلانے والا گدھا چکی کے ارد گرد چکر کاٹتا رہتا ہے۔ دوزخی لوگ اس کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ اور کہیں گے جناب! آپ کا یہ کیا حال ہے؟ کیا آپ ہمیں نیکی کا حکم نہیں کرتے تھے؟ اور برائی سے نہیں روکتے تھے؟ وہ شخص کہے گا۔ میں تم کو نیکیوں کا حکم کرتا تھا۔ لیکن انہیں خود اختیار نہیں کرتا تھا۔ اور تمہیں برائیوں سے روکتا تھا مگر خود برائیوں کا ارتکاب کرتا تھا۔

گول دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے اپنی پہلی فرصت میں مبلغ پندرہ روپے دفتر جریدہ ترجمان کو روانہ کرکے اپنی سالانہ خریداری کی تجدید کرا لیں ورنہ ہم جریدہ بھیجنے کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکیں گے جس کا ہر حال میں ہمیں افسوس ہوگا۔

(مینیجر)

حکیم اجمل خاں

آئینۂ ایام

زور اور زبردستی

جب خود سرکار ہی مسلمانوں کو مسجدوں میں نماز ادا کرنے اور انہیں بطور مسجد استعمال کرنے سے روکتی ہے تو پھر مسلم دشمن طاقتیں کیوں نہیں روکیں گی۔

ایسے علاقوں میں جو اب سے مسلمانوں پاکستان ہجرت کر گئے اور ان آبادیوں میں جیسے پنجاب، ہریانہ، ہماچل، دہلی وغیرہ وہاں کے بہت سارے اوقاف آج تک واگذار نہیں ہو سکے۔ ان میں جا بجا اکثریتی فرقے کے عوام اور خود حکومت کا قبضہ موجود ہے۔ آثار قدیمہ کی مسجد مزارات اور خانقاہیں [illegible] کے قبضے میں ہیں۔ اور ان میں مسلمانوں کو نماز کی ادائیگی اور انہیں بطور مذہبی مقام استعمال کرنے کی اجازت حاصل نہیں۔

پچھلے دنوں [illegible] آباد میں وہاں کی آلوین فیکٹری کی مسجد میں نماز ادا کرنے سے [illegible] کی شروعات ہوئی۔ اس مسجد کو بطور مسجد استعمال کرنے کا مقدمہ وہاں کے مسلمانوں نے سپریم کورٹ سے جیت لیا تھا۔ اس فیصلہ کی بنا پر جب انہوں نے بطور مسجد استعمال کرنا شروع کیا تو دوسری طرف سے ان پر حملہ ہوا۔ مسجد میں بہت توڑ پھوڑ کی گئی پھر اور جوابی کارروائی ہوئی جس کے نتیجے میں خوب فساد ہوا اور کئی آدمی اللہ کو پیارے ہو گئے۔

[illegible] فساد ہوتے ہیں وہ [illegible] کی پارٹی کے گلے میں ڈال دیے جاتے ہیں اور کسی پارٹی کے ماتھے میں ان کے ڈالے جانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بات ہوئی اور ہی مجموعی پارٹی کسی مخصوص آدمی کا نام نہیں بلکہ بہت سارے افراد کے مجموعے کا نام ہوتا ہے۔ [illegible] الزام کسی آدمی پر نہیں پارٹی پر لگتا ہے جس کی تہہ میں [illegible]

حیدرآباد میں بھی یہی کچھ ہوا۔ تمام پارٹیوں کے نام فساد کے سلسلے میں لئے جا رہے ہیں۔ لیکن جس بات پر افسوس ہے وہ یہ ہے کہ [illegible] انتظامیہ کی نااہلیت سے فساد ہوا اس کا کسی نے بھی نام نہیں لیا۔ اس مسجد کا تنازعہ کوئی نیا تنازعہ نہیں تھا۔ کافی دنوں سے موجود تھا [illegible] تو [illegible] کسی وقت کوئی [illegible] باعث ہو سکتا ہے کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

اس سے [illegible] انتظامیہ ہمیشہ ہی اکثریت کا [illegible] اور فیصلے کا انتظار [illegible] اور اکثریت کے خلاف انتظامی فیصلہ کبھی نہیں کیا [illegible] ہوتے ہیں کہ انتظامیہ ہمیشہ ان لوگوں کا [illegible] جذبات کا احترام کرتی ہے۔ اور اقلیتی فرقے کو [illegible] جب فساد ہو جاتا ہے تو پولیس [illegible] کا رویہ اختیار [illegible] کی شکایات آتی ہیں۔

حیدرآباد میں [illegible] حکومت آنے کے بعد سے اب [illegible] دنگے اور فساد ہوئے ہیں۔ افسوس ہے کہ موجودہ حکومت ان [illegible] کا علاج کرنے میں ناکام رہی ہے۔ جس سے کتنے ہی آدمیوں کی موت ہو چکی ہے۔ اور آگے کے لئے بھی اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں کہ یہ فسادات اب نہیں ہوں گے۔

آندھرا کے چیف منسٹر [illegible] بہت ہی [illegible] آدمی ہیں لیکن انتظامیہ ان کے اختیار میں نہیں۔ اور [illegible] میں رکھ سکتے۔ تو وہ فسادات پر کبھی قابو نہیں پا سکیں گے۔ فسادات کو روکنے کے لئے انہیں [illegible] الانصاف سے کام لینا ہوگا۔ مصلحت اور اکثریتی فرقے کی خواہشات کو بالائے طاق رکھنا ہوگا۔ اور اس کام کو [illegible] دماغ اور سفید [illegible] کا سیاست داں ہی انجام دے سکتا ہے۔ ہر ایرا غیرا نہیں۔

مسلم یونیورسٹی میں بے چینی

”ضرورت ہے ایک ایسے فرشتے کی جو آسمان سے نازل ہو کر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کا انتظام سنبھالے۔“

اس ملک کی مسلم یونیورسٹی کا انتظام سنبھالنے میں انسانی مخلوق تو ناکام ہو چکی ہے۔ زمانہ بیت گیا اس واقعے کو گزرے ہوئے ایک روز میں اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ علی گڈھ مسلم یونیورسٹی میں ٹیکنیکل سکول کے لئے پرنسپل کی تلاش میں گیا تھا۔ بڑی عقیدت و محبت سے ہم اس کے احاطے میں داخل ہوئے۔ کنور عبدالجلیل خاں صاحب جو اس وقت یونیورسٹی کورٹ کے ممبر تھے۔ اور اہم آدمی تھے ہم ان کے مہمان ہوئے۔ اس دن اتفاق سے یونیورسٹی کورٹ کی میٹنگ بھی تھی۔ ہم لوگ کنور صاحب کے یہاں دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے کہ ایک آدمی ہانپتا کانپتا بھاگتا ہوا آیا۔ اس نے بتایا کہ یونیورسٹی کورٹ کی میٹنگ میں جھگڑا ہو گیا ہے۔ طلبہ علی یاور جنگ وائس چانسلر کو مارنے کی در پے ہیں۔ وہ پہلے میز اور کرسیوں کے نیچے چھپے پھر کوئی انہیں وہاں سے نکال لے گیا وغیرہ وغیرہ۔ ۱۹۲۰ء کے بعد یونیورسٹی کی پرسکون زندگی میں یہ پہلا واقعہ تھا جس میں یونیورسٹی ایک ہنگامے سے دوچار ہوئی اس کے بعد ہی یونیورسٹی میں پولس طلب کر لی گئی۔ پھر اس کے بعد سے اب تک یونیورسٹی ہنگاموں کا شکار ہوتی رہی۔ پھر ان ہنگاموں اور بدانتظامی کا فائدہ سرکار نے بھی اٹھایا ہے۔ یونیورسٹی ایکٹ میں ترمیمات کر ڈالیں۔ تاکہ اس کے اقلیتی کردار کو ختم کر دیا جائے اس پر سارے ہندوستان کے مسلمانوں نے مانگ کی کہ یونیورسٹی کا اقلیتی کردار بحال کیا جائے —— طلبہ کی انجمن علی گڈھ کے اولڈ بوائز اساتذہ اور کارکن سب ہی چاہتے تھے کہ اقلیتی کردار بحال ہو۔ مسز گاندھی نے اقتدار حاصل کرنے سے پہلے مسلمانوں سے بیرا انتخابی وعدہ [illegible] فرمایا کہ وہ حکومت بنانے پر یونیورسٹی کا اقلیتی کردار بحال کر دیں گے۔ چنانچہ سرکار نے یونیورسٹی کے سلسلے میں مسلمانوں سے کئے ہوئے وعدہ کو کسی نہ کسی حد تک پورا کیا۔

اس دوران میں یونیورسٹی برابر اتھل پتھل کا شکار رہی۔ کئی وائس چانسلر بدلے گئے طلبہ کی انجمن یونیورسٹی کے معاملات میں بہت دخیل ہونے لگی۔ جناب خسرو صاحب کی ناکامی کے بعد جناب سید حامد صاحب کو وائس چانسلر نامزد کیا گیا۔ پھر عزیز حبیب صاحب والا قضیہ ہوا۔ یونیورسٹی بند ہوئی۔ امتحانات میں تاخیر ہوئی۔ بالآخر پھر کھول دی گئی۔ کچھ ایسے طلبہ کا جو محض داداگیری کے لئے ہوسٹل میں قیام پذیر تھے۔ انہیں یونیورسٹی سے نکال دیا گیا۔ ان کے نکالے جانے پر بھی احتجاجات ہوئے جدید ایکٹ کی روشنی میں ایک مدت کے بعد یونیورسٹی کورٹ کی تشکیل عمل میں آئی۔ اس کورٹ کی پہلی میٹنگ جب ہوئی تو اس میں ممبران کی نامزدگی پر جھگڑا ہوا۔ پھر کسی نے کورٹ کے انتخابی معاملات کے خلاف عدالت میں عذرداری کر دی جس کے نتیجے میں کورٹ کا فنکشن رک گیا۔ ادھر طلبہ کی یونین ہمیشہ ہی اپنے آپ کو یونیورسٹی کا مالک سمجھتی ہے۔ اس نے اونگ سے ٹانگ اڑانا شروع کر دی۔ اب معلوم ہوا کہ یونیورسٹی میں پولس آئی ہوئی ہے۔ اور اخبارات میں آئے دن خبریں اور مراسلات کے ذریعہ موجودہ وائس چانسلر کو ناکام بلکہ ظالم اور سرکار پرست ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

کسی کو اس بات کا خیال نہیں کہ یونیورسٹی کا کیریئر خطرے میں ہے طلبہ میں بے چینی ہیجان اور انتشار ہے —— یونیورسٹی کا انتظام کورٹ کے فنکشن نہ کرنے کی وجہ سے خراب ہے۔ وائس چانسلر اگر کوئی غلطی کرے تو کورٹ ہی اسے مشورہ دے سکتی ہے۔ اور وہی اسے مجبور کر سکتی ہے۔ جب کورٹ نہیں ہوگا تو وائس چانسلر اپنی من مرضی کرے گا۔ اور وائس چانسلر انسان ہی ہے گا۔ آسمان سے تو کوئی فرشتہ آنے سے رہا۔

ان حالات میں خدا نے قدم سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس تعلیمی ادارے کو محفوظ رکھے۔ اور اقتدار پسندوں کو یہ عقل دے کہ وہ یونیورسٹی کے فنکشن کو باقاعدگی سے چلنے میں رکاوٹیں نہ کھڑی کریں۔ اور اخبارات کو غلط بیانیوں سے سیاہ نہ کریں صرف منتخب شدہ کورٹ ہی یونیورسٹی کے انتظام کو بہتر بنا سکتی ہے۔

● ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! تم وہ عمل کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ تم اللہ کو ثواب دینے سے نہیں تھکا سکتے تم خود زیادہ عمل کرنے سے تھک جاؤ گے اللہ وہی عمل کو زیادہ پسند کرتا ہے جو ہمیشہ ہو خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ سے کیا سبق ملتا ہے

بہرحال یہ ہے کہ جن مردہ دلوں کو زندگی کے لئے سوز و تپش کی ضرورت ہو — جن ارباب درد کو روح کی راحت کے لئے جس کے ماتم کی تلاش ہو، جن کی زبانیں آہ و فغاں کو محبوب اور جن کی آنکھیں خونبار درفشانی کو اپنا مطلوب سمجھتی ہوں، ان کی صحبت ماتم و الم کی رونق کے لئے امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کا افسانہ اتنا کچھ سامان غم اپنے اندر رکھتا ہے۔ اگر خون کے بڑے بڑے سمندر سطح ارض پر ابھر آئیں اور بے شمار لاشوں کی تڑپ سے زمین کے بڑے بڑے قطعات یکسر جنبش میں آجائیں جب بھی ان کی ہلاکت کا عالم اس والہام سرائی سے قاصر رہے گی جو اس افسانہ کے ایک ایک لفظ کے اندر سے ترشح فرمائے عبرت و بصیرت ہے۔

لیکن آہ کتنے دل ہیں جنہوں نے اس واقعہ کو اس کے حقیقی بصائر و معارف کے اندر دیکھا ہے، اور کتنی آنکھیں ہیں جو حسین ابن علی پر گریہ و بکا کرتے ہوئے اس اسوہ حسنہ کو سامنے رکھتی ہیں، جو اس حادثہ عظمیٰ کے اندر موجود ہے۔

فی الحقیقت یہ حق و صداقت، آزادی و حریت، امر بالمعروف و النہی عن المنکر کی ایک عظیم الشان انسانی قربانی تھی، جو اس لئے ہوئی تاکہ پیروان اسلام کے لئے ایک اسوہ حسنہ پیش کرے۔ اور اس طریق جہاد حق و عدالت اور ثبات و استقامت کی ہمیشہ کے لئے ایک کامل و بین مثال قائم کر دے۔ پس جو نہ روتے ہیں ان کو رونا چاہئے اور جو روتے ہیں ان کو صرف رونے ہی پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ سید الشہداء نے اپنی قربانی کا ایک اسوہ حسنہ پیش کر دیا ہے اور کسی رونے کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے کہ محبت حسین کی مدعی ہو جب تک اسوہ حسینی کی متابعت کا اپنے اعمال سے ثبوت نہ دے۔

ضرورت ہے کہ تفصیل کے ساتھ اس حادثہ شہادت پر نظر ڈالی جائے اور سب سے پہلے اس کی تاریخی حیثیت نمایاں کر کے اس کے تمام مواعظ و نتائج عظیمہ کو ایک ایک کر کے بیان کیا جائے جو اس ذبح عظیم کے اندر پوشیدہ ہیں، اور جن کی لسان حیات آج بھی اسی طرح صدا دے رہی ہیں جس طرح ساحل فرات ریتلی زمین پر اب سے بارہ سو برس پہلے زخم و خون کے اندر سے وعظ فرمائے حقیقت و صداقت تھی۔ دنیا میں ہر چیز مرجاتی ہے مگر خون شہادت کے ان قطروں کے لئے جو اپنے اندر حیات الٰہیہ کی روح رکھتے ہیں کبھی فنا نہیں۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگرست

مگر افسوس شرح و بسط کے لئے وقت نہیں اس لئے یہاں صرف چند مجمل اشارات پر اکتفا کروں گا۔

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

(۱) سب سے پہلے خود جو حادثہ عظیم ہمارے سامنے پیش کرتا ہے دعوت الی الحق اور حریت کی راہ میں اپنے تئیں قربان کرنا ہے۔

بنو امیہ کی حکومت ایک غیر شرعی حکومت جس کی بنیاد جبر و تشدد پر تھی کبھی اسلامی حکومت نہیں ہو سکتی، انہوں نے اسلام کی روح حریت اور جمہوریت کو غارت کیا، اور مشورہ و اجماع امت کی جگہ محض غلبہ جابرانہ اور مکروہ خدعہ پر اپنی شخصی حکومت کی بنیاد رکھی، ان کا نظام حکومت شریعت الٰہیہ پر مبنی نہ تھا، بلکہ محض اغراض نفسانیہ اور مقاصد سیاسیہ پر اس کی بنیاد تھی، ایسی حالت میں ضرورت تھی کہ ظلم و جبر کے مقابلہ کی ایک مثال قائم کی جاتی، اور حق و حریت کی راہ میں جہاد کیا جاتا اور حضرت سید الشہداء نے اپنی قربانی کی مثال قائم کر کے مظالم بنو امیہ کے خلاف جہاد حق کی بنیاد رکھی، اور جس حکومت کی بنیاد ظلم و جبر تھی اس نے اطاعت و وفاداری سے انکار کر دیا۔

پس یہ نمونہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر ظالمانہ و جابرانہ حکومت کا اعلانیہ مقابلہ کرو اور کسی ایسی حکومت سے اطاعت و وفاداری کی بیعت نہ کرو، جو خدا کی بخشی ہوئی انسانی حریت و حقوق کی غارت گر ہو اور جس کے احکام پسندیدہ و جائزہ کی بنیاد صداقت و عدالت کی جگہ جبر و ظلم ہو۔

(۲) مقابلہ کے لئے ضروری نہیں کہ تمہارے پاس قوت و شوکت مادی کا وہ تمام ساز و سامان بھی موجود ہو جو ظالموں کے پاس موجود ہے، کیونکہ حضرت حسین ابن علیؓ کے پاس چند ضعفاء و مساکین کی جمعیت قلیلہ کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ حق و صداقت کی راہ نتائج کے فکر سے بے پرواہ ہے۔ نتائج کا مرتب کرنا تمہارا کام نہیں یہ اس وقت قاہرہ عادلہ الٰہیہ کا کام ہے جو باوجود ضعف و فقدان انصار کے کامیاب و فتح مند کر دیتی ہے۔

ایسے موقعوں پر ہمیشہ مصلحت اندیشی کا خیال دامنگیر ہوتا ہے، جو اگرچہ فی نفسہ عقل و دانائی کا ایک فرشتہ ہے، لیکن کبھی کبھی شیطان الرجیم بھی اس کے بھیس میں آکر کام کرنے لگتا ہے۔ نفس طرح طرح حیلہ تراشیاں کرتا ہے کہ صرف اپنے تئیں کٹوا دینے اور چند انسانوں کا خون بہا دینے سے کیا حاصل، توپ و تفنگ اور تخت و سلطنت کا مقابلہ کس نے کیا ہے کہ ہم کریں۔

آخری سوال کا جواب دے سکتا ہوں تاریخ عالم کی صدہا مثال مقدسہ و محترمہ سے قطع نظر تمہارے سامنے خود شہید کربلا کی مثال موجود ہے۔ تم کہتے ہو کہ چند انسانوں نے حکومتوں کی قوتوں اور ساز و سامان کا مقابلہ کب کیا ہے کہ اب کیا جائے؟

میں کہتا ہوں کہ حسین ابن علیؓ نے صرف ۷۲ یا ۸۲ بھوکے پیاسے انسانوں کے ساتھ اس عظیم الشان حکومت قاہر و جابر کا مقابلہ کیا جس کے ساتھ حدود سلطنت ملتان اور سرحد فرانس تک پھیلنے والے تھے۔ گو یہ سچ ہے کہ امام نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے دل کے ٹکڑوں کو بھوک اور پیاس کی شدت سے تڑپتے دیکھا اور پھر ایک ایک کر کے ان میں ہر ایک مقدس خاک و خون میں تڑپا، اور جان بحق تسلیم ہوا، اور یہ بھی سچ ہے کہ وہ دشمنوں سے نہ لوٹ سکا، پانی چھین سکے۔ اور نہ زندہ رہنے کیلئے اپنی غذا حاصل کر سکے۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ بالآخر سر سے پیر تک زخموں سے چور ہو گئے۔ اور خلعت شہادت لالہ گوں سے آراستہ ہو کر تیار ہو گئے تاکہ اس کے کرشمہ ساز عجائب کے حریم وصال میں پہنچیں جو دوستوں کو خاک و خون میں تڑپاتا اور دشمنوں کو مہلت دیتا ہے۔

تاہم فتح حسین ابن علیؓ ہی کی تھی۔ اور فیروزمندی و کامرانی کا تاج صرف اس کے زخم خوردہ سر پر رکھا جا چکا تھا وہ تڑپا اور خاک و خون میں لوٹا پر اس کے خون کے ایک قطرہ نے جو عالم اضطراب میں اس کے زخموں سے ریگ و سنگ پر ٹپکا، انقلاب و تغیرات کا وہ سیلاب عظیم پیدا کر دیا جس کو نہ تو مسلم بن عقبہ کی خون آشامی روک سکی نہ حجاج ثقفی کی بے امان خونخواری نہ عبدالملک کی تدبیر و سیاست ان فتنوں پر کوئی بند باندھ سکی، وہ بڑھتے اور پھیلتے ہی رہے ظلم و جبر کا پانی تیل بن کر ان شعلوں کی پرورش کرتا رہا اور حکومت و تسلط کا غرور ہوا بن کر ان کی ایک ایک چنگاری کو آتشکدہ سوزاں بناتا رہا۔ یہاں تک کہ آخری وقت آگیا اور جو کچھ ۶۱ ہجری میں کربلا میں ہوا تھا وہ سب کچھ ۱۳۲ھ میں نہ صرف دمشق بلکہ تمام عالم اسلامی میں ہوا، صاحبان تاج و تخت خاک و خون میں تڑپے۔ ان کی لاشیں گھوڑوں کے سموں سے پامال کی گئیں، فتح مندوں نے قبروں تک اکھاڑ ڈالیں۔ اور مردوں کی ہڈیوں تک کو ذلت و خواری سے محفوظ نہ چھوڑا۔ اور اس طرح وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کا پورا پورا ظہور ہوا۔

پھر کیا یہ سب کچھ جو ہوا وہ محض بنی عباس کی دعوت اور ابومسلم خراسانی کی

بقیہ ص

مولانا [illegible] الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ

وضعِ حدیث اور اس کے اسباب

موضوع حدیث کی تعریف

ھو المختلق المصنوع المکذوب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: وہ حدیث جو خود وضع کیا گیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی گئی ہو۔

موضوع حدیث کی روایت کا حکم

محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ وضع کو جانتے ہوئے موضوع حدیث کو بیان کرنا حرام ہے۔ ہاں اگر اس کے موضوع ہونے کو بھی ساتھ ذکر کر دیا جائے تو اس صورت میں روایت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ (مسلم)

ترجمہ: جس شخص نے میری طرف سے کوئی ایسی بات بیان کی جس کو وہ سمجھتا ہو کہ جھوٹ ہے [illegible] وہ جھوٹے شخصوں میں سے [illegible] یا سننے والا [illegible] ہے۔

موضوع [illegible] کی پہچان

محدثین [illegible] سے موضوع حدیث کی پہچان [illegible] ہے۔

۱۔ واضع [illegible] حدیث کا معترف ہو جیسا کہ ابو عصمہ نوح بن مریم نے فضائل سور القرآن کو سورۃ سورۃ حضرت عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب کرتے ہوئے وضع کا اقرار کیا ہے۔

۲۔ کسی صفت کا بمنزلہ اقرار راوی ہونا جیسا کہ کسی واضع سے اس کی تاریخ ولادت کا سوال کیا جائے اور وہ اپنی ولادت اپنے شیخ کی وفات کے بعد ذکر کرے۔ اور یہ حدیث بھی صرف اسی طریق سے ہی مروی ہو۔

۳۔ راوی میں کسی ایسے قرینہ کا پایا جانا جو وضع حدیث پر دلالت کرے جیسا کہ راوی رافضی ہو اور حدیث فضائل اہل بیت میں روایت کرے۔

۴۔ روایت میں کوئی ایسا قرینہ ہو جو اس کے موضوع ہونے پر دال ہو۔ جیسا کہ الفاظ حدیث میں رکاکت دلالت کرے کہ اس حدیث کا مشکوٰۃ نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔ یا روایت محسوسات کی مخالف ہو یا صریح قرآن کے مخالف ہو۔

امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں۔

ما احسن قول القائل اذا رأیت الحدیث یباین المعقول او یخالف المنقول او یناقض الاصول فاعلم انہ موضوع

(تدریب الراوی)

وضع حدیث کی ابتداء

تاریخ اسلامیہ اس پر شاہد ہے کہ جب تک خلفاء راشدین پر امت مجتمع رہی ہے۔ حدیث نبوی کذب وضع کی آلائش سے پاک و صاف رہی ہے حدیث [illegible] حضرت [illegible] شہادت کے بعد [illegible] خلافت میں وقتہ فتنہ کے [illegible] جب کہ امت مسلمہ تفرقہ کا شکار [illegible] بعض لوگ حضرت علی [illegible] حمایت میں جمع ہو گئے اور بعض لوگ حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کرتے ہوئے شامل ہو گئے۔ یہ تفرقہ اس حد تک شدت اختیار کر گیا کہ تحکیم کے وقت شیعیان علیؓ میں سے بھی بعض خوارج اور روافض دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ یہ گروہی اور فرقہ بندی کا فتنہ ایک مذہبی شکل اختیار کر گیا جب یہ مذہبی صورت پیدا ہو گئی تو ہر فریق نے اپنے مذہب کی تائید و نصرت کے لئے قرآن و حدیث سے استدلال کی طرف رجوع کیا۔

یہ بات بدیہی طور پر مسلم ہے کہ ہر فرقہ اپنے مزعومات کے لئے قرآن و حدیث سے استدلال کرنے پر عاجز ہے چنانچہ بعض نے قرآن مجید میں تاویل اور تحریف معنوی کی راہ اور تفسیر بالرائے کے ساتھ اپنے مزعومات کو ثابت کیا اور کچھ لوگ جب تحریف قرآن سے عاجز آ گئے تو سنت مطہرہ میں تاویل و تحریف کے راستہ پر چل نکلے جس کے نتیجہ میں احادیث نبویہ میں وضع اور کذب شامل ہو گیا اور موضوع و مکذوب احادیث کو صادق و مصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کیا گیا۔ وضع حدیث کی اس تحریک کو زمانہ کے ساتھ ساتھ تقویت حاصل ہوتی رہی کہ صحیح احادیث موضوع احادیث کے ساتھ مختلط ہو گئیں خلفاء اربعہ اور دیگر زعماء احزاب کے فضائل میں احادیث وضع کی گئیں اور سیاسی و دینی تفرقات کے مزعومات کی تائید و نصرت میں موضوع احادیث کی صورت سامنے آئی۔ وضع حدیث صرف یہاں تک محدود نہ رہی۔ بلکہ سیاسی مذاہب اور مذہبی افکار کے علاوہ زندگی کے ہر شعبہ عمل میں بھی احادیث وضع کی گئیں۔

یہاں ہم یہ صراحت کرنی ضروری سمجھتے ہیں کہ وضع حدیث کے فتنہ میں صحابہ کرامؓ اور ایسے تابعین عظام جنہوں نے خدمت حدیث کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر رکھا تھا کوئی دخل نہیں۔ جیسا کہ مستشرقین وغیرہ ان کو حدیث سے متہم کرتے ہیں۔ اس بحث کو ہم کبھی تفصیل سے رقم کریں گے یہاں صرف یہی ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ یہ فتنہ تابعین اور تبع تابعین کے ایسے طبقہ سے صادر ہوا جو سیاسی اختلافات اور شخصی خواہشات میں مبتلا ہوا۔

تابعین کے زمانہ میں کثرت صحابہ اور ایسے تابعین کی موجودگی جنہوں نے سنت مطہرہ کو کذب کی آلائش سے صاف کرنے میں ہی اپنی تمام تر کوششوں کو صرف کر رکھا تھا۔ اور عصر نبوی کی قربت کی وجہ سے تبع تابعین کے دور کی نسبت بہت کم احادیث وضع ہوئیں۔

احادیث موضوعہ کا مرکز

وضع حدیث میں سب سے زیادہ ترقی عراق میں ہوئی۔ کیونکہ اکثر جماعتوں اور فتنوں کا مرکز عراق ہی رہا ہے۔ اسی لئے عراق محدثین کی نظر میں دار الضرب کے نام سے معروف ہے۔ کیونکہ تضرب فیہا الاحادیث کما تضرب الدراہم

امام مالکؒ فرماتے ہیں۔

نَزِّلُوا أَحَادِيثَ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَنْزِلَةَ أَحَادِيثِ أَهْلِ الْكِتَابِ لَا تُصَدِّقُوهُمْ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ

(المنتقی من منہاج السنۃ)

رأس المحدثین امام زہریؒ فرماتے ہیں۔

یخرج الحدیث من عندنا شبرا فیعود فی العراق ذراعا۔

(ضحی الاسلام)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے عراق کی ایک جماعت کو جو کہ ان کے پاس احادیث سننے کی غرض سے آئی۔ فرمایا کہ

اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَوْمًا يَكْذِبُوْنَ وَيُكَذِّبُوْنَ وَيَسْخَرُوْنَ

(طبقات۔ ابن سعد)

وضع حدیث کے اسباب

وضع حدیث کے مرکزی اسباب درج ذیل ہیں۔

۱۔ سیاسی جماعتیں

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فتنہ کے بعد سب سے پہلے جو جماعت سیاسی گروہ کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ وہ شیعان علیؓ اور حزب معاویہؓ ہے۔ اور پھر جنگ صفین کے بعد خوارج کا ظہور ہوا ان سیاسی جماعتوں نے اپنے مزعومات کو ثابت کرنے کے لئے وضع حدیث میں کافی کردار ادا کیا ہے۔

وضع حدیث میں شیعہ حضرات کی کارکردگی

ابن ابی الحدید نہج البلاغہ کی شرح میں ذکر کرتے ہیں کہ ان اصل الاکاذیب فی احادیث الفضائل کان من جہۃ الشیعۃ۔ کہ فضائل اہل بیت میں جھوٹی احادیث موضوع ہوئیں۔ وہ شیعہ جماعت کی ہی مرہون منت ہیں۔

اور بعض خواہشات پرست دشمنان اسلام نے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے شیعیت کا لبادہ اوڑھا اور اس کے پردہ میں وہ اپنی خواہشات کو پورا کرتے رہے ایسے لوگ بھی وضع حدیث کے ذریعہ اسلام دشمنی میں کافی حد تک کامیاب ہو گئے۔

شیعہ حضرات نے فضائل اہل بیت کے مجال، انکار نہیں، اور صحیح و صریح احادیث سے اہل بیت کے فضائل ثابت ہیں۔ تاہم ان کے فضائل میں غلو و افراط سے کام لیتے ہوئے شیعہ نے جو اکاذیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے ہیں وہ محل نظر ہیں۔ اور ان سے کسی بھی صورت میں چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔

امام ابن مبارکؒ فرماتے ہیں۔

الدین لاھل الحدیث والکلام والحیل لاھل الرای والکذب للرافضة

(المنتقی من منہاج الاعتدال)

حماد بن سلمہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سے شیعہ کے ایک تائب شیخ نے بیان کیا۔ کہ کنا اذا اجتمعنا فاستحسنا شیئا جعلناہ حدیثا۔

(الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع)

ترجمہ: ہم جب اکٹھے بیٹھتے اور کسی چیز کو اچھا سمجھتے تو اس کو حدیث بنا دیتے۔

یزید بن ہارون کہتے ہیں۔

یکتب عن کل مبتدع اذا لم یکن داعیة الا الرافضة فانھم یکذبون۔

(المنتقی من منہاج الاعتدال)

موضوعات شیعہ میں سے چند ایک ملاحظہ فرمائیں۔

- یا علی اخصمك بالنبوة ولا نبوة بعدی (اللآلی المصنوعة)
- انظروا الی ھذا الکوکب فمن انقض فی دارہ ھو الخلیفة بعدی قال (ای الرازی)
- فنظروا فاذا ھو قد انقض فی منزل علی بن ابی طالب (اللآلی المصنوعة)
- من لم یقل علی خیر الناس فقد کفر (اللآلی المصنوعة)
- النظر الی علی عبادة (الفوائد المجموعة)

حزب معاویہؓ کا وضع حدیث میں اثر

حزب معاویہؓ چونکہ شیعانِ علیؓ کے زبردست حریف ہیں، انہوں نے جب شیعانِ علیؓ کی وضع حدیث میں یہ کارکردگی دیکھی تو اس کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ کے فضائل میں احادیث وضع کیں۔ حزب معاویہ میں سے بعض کذابین نے جو احادیث وضع کیں ان میں سے چند ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

- انہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القلم من ید علی فدفعہ الی معاویة (الفوائد المجموعة)
- الامناء عند اللہ ثلاثة انا و جبریل و معاویة سیأ و قال خذ ھذہ التسمع حتی تلقانی به فی الجنة (تنزیہ الشریعة المرفوعة)
- جاء جبریل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بورقة آس اخضر مکتوب علیھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حب معاویة فرض علی عبادی (تنزیہ الشریعة المرفوعة)

۲۔ دشمنانِ اسلام (زنادقہ)

دشمنانِ اسلام نے جب اسلامی قوت و طاقت کو مضبوط دیکھا اور اہل اسلام سے جنگ و جدال کرنے کو دشوار سمجھا بلکہ اس سے کنارہ کشی میں ہی اپنی عافیت سمجھی تو اسلام دشمنی کے لئے بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں غلط عقائد و فاسد خیالات کو پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی مگر وہ اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ذیل میں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔ جو انہی کی کرشمہ سازی کا نتیجہ ہیں۔

ان نفرا من الیھود اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا من یحمل العرش؟ فقال تحملہ الھوام بقرونھا والمجرة التی فی السماء من عرقھم قالوا نشھد انك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قبول الاخبار)

قیل یا رسول اللہ مم ربنا؟ قال من ماء مرور لا من ارض و لا سماء خلق خیلا فاجراھا فعرقت فخلق نفسه من ذالك العرق۔ (تنزیہ الشریعة المرفوعة)

حماد بن زید فرماتے ہیں۔

وضعت الزنادقة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعة عشر الف حدیث بثوھا فی الناس۔

(مقدمة التمہید لابن عبدالبر)

۳۔ گروہ، قبیلہ، وطن اور امام میں تعصب کا ہونا

اموی ۔۔۔ کی سیاسی ۔۔۔ میں خاص طور پر عرب پر اعتماد کیا اور ان میں سے بعض نے عرب اور عربیت پر تعصب کا اظہار کیا۔ اور بسا اوقات اہل عرب میں سے بعض نے بلند طبقہ کے عجمی مسلمانوں کو ایسی نظر سے دیکھا جو کہ روح اسلام کے سراسر منافی تھی۔ حتی کہ جب بعض بلند طبقہ کے عجمی مسلمانوں کو اس تعصب کے شعور ہوا تو انہوں نے عرب اور عجم کے تعصب کو ختم کرنے کے لئے اپنی تمام تر کوششوں کو صرف کیا۔ لیکن افسوس کہ ان کی یہ کوششیں ثمرہ مرتبہ نہ لا سکیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی عرب کے مقابلہ میں عزت و فخر حاصل کرنے کے لئے ایسی احادیث وضع کیں۔ جن سے ان کا مقام و مرتبہ دوسروں سے بلند نظر آئے۔ درج ذیل حدیث اسی فکر و نظر کا نتیجہ ہے۔

ان کلام الذین حول العرش بالفارسیة، وان اللہ اذا اوحی امرا فیه لین اوحاہ بالفارسیة، واذا اوحی امرا فیه شدة اوحاہ بالعربیة۔

(تنزیہ الشریعة المرفوعة)

اس کے مقابلہ میں اہل عرب میں سے بعض نے درج ذیل حدیث وضع کی۔

ابغض الکلام الی اللہ الفارسیة وکلام الشیاطین الخوزیة وکلام اھل النار البخاریة وکلام اھل الجنة العربیة۔

(تنزیہ الشریعة المرفوعة)

جیسا کہ لغت اور قبیلہ میں احادیث وضع ہوئیں ایسے ہی فضائل بلاد اور فضائل ائمہ میں بھی تعصب کی بنا پر احادیث وضع کی گئیں۔ ائمہ کے یہ تعصب تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوا۔ جو کہ ائمہ کے جہال اتباع کے غلو کا نتیجہ ہے۔ فضائل بلدان میں جو احادیث وضع ہوئیں ان میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے۔

اربع مدائن من مدن الجنة فی الدنیا مکة والمدینة وبیت المقدس ودمشق۔

(تنزیہ الشریعة المرفوعة)

ائمہ کے تعصب و غلو کے نتیجہ میں مندرجہ ذیل حدیث وضع ہوئی۔

یکون فی امتی رجل یقال له محمد بن ادریس اضر علی امتی من ابلیس ویکون فی امتی رجل یقال له ابوحنیفة ھو سراج امتی

(تنزیہ الشریعة المرفوعة)

۴۔ قصاص اور واعظین حضرات

وضع حدیث میں قصاص اور واعظین حضرات کی خدمت کو بھی بہت حد تک دخل ہے۔ اکثر موضوع احادیث انہی حضرات کی مہربانی کا نتیجہ ہیں۔ خلافت راشدہ کے آخری دور میں ان کی مجالس کا ظہور ہوا اور اس کے بعد ان مجالس کو مختلف بلاد اسلامیہ میں ترقی و عروج حاصل ہوا۔ ان کا اصلی ہدف اور مرکزی نقطہ نظر عوام الناس کو جمع کرنا اور اپنے شیریں بیان و جادو اثر تقاریر کے ذریعہ ان کو مسحور کرنا ہے۔ تاکہ وہ ان پر نظر التفات کریں۔ اور اپنی تمام تر کمائیوں اور عطیات کا رخ ان ہی کی طرف کر دیں۔ ظاہر ہے کہ صحیح احادیث کے بیان کرنے سے تو ایسی صورت حال پیدا نہیں ہو سکتی لہٰذا وہ ایسی احادیث وضع کرتے ہیں جن سے قلوب برق رفتاری سے متاثر ہوں۔ اور وہ اس شنیع فعل کو کرنا ذرہ برابر عار ہی نہیں کرتے۔ اور اس کذب و افتراء کو بسا اوقات صحیح اسانید سے ذکر کرتے ہیں۔ اور نہایت وثوق کے ساتھ ائمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

امام ابن الجوزیؒ نے اسی سلسلہ میں ایک لطیف واقعہ ذکر کیا ہے کہ ابوجعفر بن محمد طیالسی فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے ایک دن مسجد رصافہ میں نماز ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد ایک قصہ گو صاحب نے وعظ کرنا شروع کیا۔ اور حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ حدثنا احمد بن حنبلؒ و یحییٰ بن معین قالا حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن قتادة عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ خلق اللہ من کل کلمة طیرا منقارہ من ذھب وریشة من مرجان اور بیس صفحات کے قریب طویل حدیث بیان کی۔

امام احمد بن حنبلؒ نے امام یحییٰ بن معینؒ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنا شروع کیا اور ایسے ہی امام یحییٰ بن معینؒ نے بھی امام احمد بن حنبلؒ کی طرف دیکھا اور ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اسکو یہ حدیث سنائی ہے؟ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ واللہ ما سمعت ھذا الا الساعة۔

جب واعظ اپنی تقریر اور عطیات لینے سے فارغ ہوا تو بقیہ کرباتی عطیات کا بڑی شدت اور بے صبری سے انتظار کرنے لگا۔ اسی دوران اسکو امام یحییٰ بن معینؒ نے ہاتھ کے اشارے سے بلایا۔ اور وہ عطیہ لینے کی نیت سے ان کے پاس آیا۔ تو یحییٰ بن معینؒ نے اس سے پوچھا کہ من حدثك بھذا الحدیث؟ اس نے بڑے اعتماد اور وثوق سے کہا کہ امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے۔ امام یحییٰ بن معینؒ فرمانے لگے کہ میں یحییٰ بن معین ہوں۔ اور یہ احمد بن حنبلؒ ہیں اور ہم نے تو

احادیث درج کی ہیں یہ حدیث آج تک نہیں سنی۔ واعظ نے کہا میں آج سے پہلے معروف سنا کرتا تھا کہ یحییٰ بن معین احمق ہے اور آج مجھے تحقیق ہو گیا ہے کیا کرو دنیا میں تم دو ہی یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل نہیں ہو۔ میں نے تو سترہ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین سے احادیث لکھی ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے اپنے ہاتھ کو چہرے پر رکھا اور یحییٰ بن معین سے کہا کہ چھوڑیے اس کو ... چنانچہ وہ ان دونوں کے ساتھ استہزاء کرتا ہوا چلا گیا۔

(الباعث الحثیث وغیرہ) مزید

ایسے مندرجہ ذیل حدیث بھی ان ہی کی گھڑی ہوئی ہے

ان فی الجنۃ ... شجرۃ ... اعلاھا الحلل ... ومن اسفلھا خیل ... من ذھب مسرجۃ ملجمۃ بالدر والیاقوت لا تروث ولا تبول ... فیجلس علیھا اولیاء اللہ فتطیر بھم حیث شاءوا۔

(تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ)

حضرت ایوب انصاری سختیانی فرماتے ہیں کہ ما افسد علی الناس حدیثھم الا القصاص۔

اور ایسے ان کا یہ قول بھی ذکر کرنے کے قابل ہے کہ ما امات العلم الا القصاص۔

(الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع)

یہی وجہ ہے کہ محدثین اپنے تلامذہ کو قصاصین کی مجالس میں شرکت سے منع فرمایا کرتے تھے چنانچہ امام عاصم فرماتے ہیں کہ کنا نأتی ابا عبد الرحمن السلمی ونحن غلمۃ ایفاع فکان یقول لنا لا تجالسوا القصاص غیر ابی الاحوص وایاکم وشقیقا قال وکان شقیق ھذا یری رای الخوارج ولیس بابی وائل

(صحیح مسلم)

نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ آج بھی اکثر واعظین کرام اسی فکر کا شکار ہیں۔ اگرچہ خود تو احادیث وضع نہیں کرتے لیکن موضوعات کو بیان کرنے میں بھی تو ذرا دریغ نہیں کرتے۔ اور اپنی تقاریر کو مزین کرنے کے لئے موضوعات کا سہارا لیتے ہیں اور پھر بڑے وثوق کے ساتھ ایسی احادیث کو نبی اکرم کی طرف منسوب کرکے دشمنان اسلام کے لئے آنحضرت کے ساتھ استہزاء اور تکذیب کا نہایت ہی بہترین موقع فراہم کرتے ہیں حتی کہ بعض اہل حدیث حضرات بھی اس میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ حالانکہ خدمت حدیث میں اہل حدیث کی خدمات کسی پر مخفی نہیں اور ہر دور میں خدمت حدیث ... ہے جس سے کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہیں۔

ہم خطباء و واعظین کرام کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ وہ حدیث بیان کرنے سے قبل اس کی اسنادی حیثیت کو دیکھنا بھی گوارا فرمایا کریں کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع۔ (صحیح مسلم)

دین میں جہالت کے باوصف نیکی اور خیر میں رغبت کا ہونا!

سابقہ سطور میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ خلافت راشدہ کے آخری دور میں بعض فتنوں کا ظہور ہوا اور ان میں سیاسی و دینی فرقوں نے جنم لیا اور یہ منتسبے اپنے مذاہب کی تائید و نصرت اور اپنے ائمہ کی رفعت شان میں وضع حدیث پر مجبور ہوئے۔ اور انہوں نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ حکام کے ... کے لئے بھی احادیث وضع کیں۔

اس کے بعد جب بعض نیک اور زاہد قسم کے لوگوں نے یہ صورت حال دیکھی تو ان میں مصالحت کے لئے ایسی احادیث وضع کیں جن سے ان کو ایک دوسرے کے قریب کیا جا سکے۔ اور ان کے پیشوا کی رفعت و شان برابر ثابت ہو۔ مزید وقت گذرنے کیساتھ جب ان صالحین نے لوگوں کو دنیا میں ہی مشغول اور آخرت سے بے رغبت پایا تو ترغیب و ترہیب میں احادیث وضع کیں جس سے ان کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا، اجر و ثواب کا حصول تھا اور عوام الناس کی راہنمائی و ہدایت مقصود تھی قطع نظر اس کے صحیح و غیر درست ہونے کے ان کو صرف دین میں جہالت نے ہی اس پر آمادہ کیا کہ وہ ایسی احادیث وضع کریں جن سے عوام الناس اعمال صالحہ کیطرف راغب ہوں اور آخرت کے لئے کچھ زاد جمع کریں۔ انہوں نے وضع حدیث کو جرم و گناہ سمجھنے کے بجائے نیکی اور ثواب تصور کیا جب ان کو وضع حدیث کے خطرات سے متنبہ کرنے کیلئے نبی اکرم کی یہ حدیث سنائی جاتی کہ

من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار (متفق علیہ)

تو وہ جواب میں کہتے ہیں۔

نحن ما کذبنا علیہ انما کذبنا لہ (اختصار علوم الحدیث)

اس سے مزید افسوس یہ کہ انکے تقویٰ و زہد نے عوام الناس کو اس قدر فریب میں مبتلا کیا کہ وہ ان کی مرویات و حدیث کی تصدیق و توثیق کرنے کیونکہ ان کے زہد و تقویٰ کو مد نظر رکھتے ہوئے انکی تکذیب کرنا عوام کیلئے مشکل ہے چنانچہ دین میں ان لوگوں کی وجہ سے زیادہ فساد ہوا۔ اسی لئے یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں۔ کہ لم نر الصالحین فی شیء اکذب منھم فی الحدیث (صحیح مسلم)

اور ابو عاصم النبیل فرماتے ہیں کہ ما رأیت الصالح یکذب فی شیء اکثر من الحدیث (المحدث الفاصل)

انکی موضوع احادیث میں سے فضائل سور کے متعلق احادیث خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ابن مہدی نے میسرہ بن عبدربہ سے دریافت کیا کہ من این جئت بھذہ الاحادیث من قرأ کذا فلہ کذا؟ وضعتھا ارغب الناس۔

(تدریب الراوی)

امام حاکم نے سندا ذکر کیا ہے کہ ابو عمار المروزی کہتے ہیں۔

انہ قیل لابی عصمۃ نوح ابن ابی مریم من این لک عن عکرمۃ عن ابن عباس فی فضائل القرآن سورۃ سورۃ ولیس عند اصحاب عکرمۃ ھذا؟ فقال انی رأیت الناس قد اعرضوا عن القرآن واشتغلوا بفقہ ابی حنیفۃ ومغازی ابن اسحق فوضعت ھذا الحدیث حسبۃ (تدریب الراوی)

نوٹ:۔ اس بحث سے ہمارا مقصود فضائل قرآن سے انکار نہیں بلکہ فضائل قرآن صحیح احادیث سے بھی ثابت ہیں جن سے کسی صورت میں بھی مجال انکار نہیں۔ التماس ہے موضوع احادیث کو قبول کرنے اور ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کی ہمارے ہاں کوئی گنجائش نہیں۔ بلکہ ان کو بیان کرنا حرام ہے جب کہ موضوع ہونے کا علم ہو۔

٦۔ اختلافات مذہبیہ اور کلامیہ

جب کہ سیاسی احزاب کے متبعین حضرات نے اپنی آراء کی تائید میں احادیث وضع کیں۔ ایسے ہی فقہی مذاہب و متکلمین کے اتباع نے بھی اپنے مذاہب کی نصرت و تائید کیلئے وضع حدیث کیطرف رجوع کیا۔ انکی وضع کردہ احادیث میں سے مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

قیل لمحمد بن عکاشۃ الکرمانی ان قوما یرفعون ایدیھم فی الرکوع وفی الرفع منہ۔ فقال حدثنا المسیب بن واضح ... عن انس مرفوعا من رفع یدیہ فی الرکوع فلا صلاۃ لہ

(الباعث الحثیث)

امام حاکم اس روایت کی نسبت فرماتے ہیں۔

فھذا مع کونہ کذبا من انحس الکذب فان الروایۃ عن النبی بھذا السند بالخبر ... القطع باثبات الرفع عند الرکوع وعند الاعتدال وھی فی الموطا وسائر کتب الحدیث۔ (الباعث الحثیث)

حدیث: کل ما فی السموات والارض وما بینھما فھو مخلوق غیر اللہ والقرآن وذلک انہ کلامہ منہ بدأ والیہ یعود وسیجئ اقوام من امتی یقولون القرآن مخلوق، فمن قال منھم فقد کفر باللہ العظیم وطلقت امرأتہ من ساعتہ لانہ لا ینبغی لمؤمنۃ ان تکون تحت کافر الا ان تکون سبقتہ بالقول

(تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ)

۷۔ تقرب حکام

ہمارے علم کے مطابق رجال حدیث میں سے کسی نے بنی امیہ کے خلفاء و امراء کے تقرب کی خاطر ایسی احادیث وضع نہیں کیں جن سے ان کا مقصود حاصل ہو البتہ شیعہ نے بعض صحابہ اور تابعین پر تقرب حکام کی خاطر وضع حدیث کی تہمت لگائی ہے۔ جو کہ ان پر محض کذب و افتراء ہے۔ اور خلاف حقیقت ہے۔ بلکہ یہ فتنہ دور عباسی میں ظاہر ہوا جیسا غیاث بن ابراہیم نے جب مہدی کو کبوتر کے ساتھ کھیلنے میں مشغول دیکھا۔ تو تقرب کی خاطر حدیث لا سبق الا فی نصل او خف او حافر میں کذب و افتراء سے کام لیتے ہوئے "او جناح" کا اضافہ کر دیا جو کہ یہ کذب واقعے کے سیاق سے ہی واضح تھا۔ لہذا المہدی نے اس کے بعد اس کھیل کو ترک کر دیا اور اس کبوتر کو ذبح کرا دیا۔ اور غیاث بن ابراہیم جانے لگا تو اس سے کہا۔

اشھد علی قفاک انہ قفا کذاب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(الباعث الحثیث)

دیگر اسباب

مذکورہ اسباب کے علاوہ بعض محدثین نے

بقیہ صفحہ ۹

بقیہ وضع حدیث ....

چند ایک اسباب کو ذکر کیا ہے مندرجہ ذیل احادیث سے دیگر اسباب وضع حدیث کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ سیف بن عمر تمیمی فرماتے ہیں کہ میں ایک روز سعد بن طریف کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا بیٹا مدرسہ سے روتا ہوا آیا جس پر سعد نے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ مجھے استاذ صاحب نے مارا ہے۔ اس پر سعد نے کہا۔

لاخزینہم الیوم حدثنی عکرمۃ عن ابن عباس مرفوعاً معلموا صبیانکم شرارکم اقلہم رحمۃ للیتیم و اغلظہم على المساکین

(الباعث الحثیث)

۲۔ خیر تجارکم البز وخیر اعمالکم الخرز (قبول الاخبار)

۳۔ من سیادۃ المرء خفۃ عارضیہ (قبول الاخبار)

۴۔ ساقۃ من اکفاء الاعمال الذی اجتمعہم (قبول الاثار)

بقیہ شہادت حسین ....

ریشہ دوانیوں ہی کا نتیجہ تھا کیا پیاسی قوم کا جہاز نہ تھا جو فرات کے کنارے بہایا گیا تھا۔ پھر یہ فتحمندی تو ظاہری ہے جس کے ظہور کے لئے ایک صدی کا انتظار کرنا پڑا۔ در حقیقت مظلومیت کا خون جس وقت بہتا ہے اسی وقت اپنی معنوی فتح مندی حاصل کر لیتا ہے۔

۳۔ بہر حال یہ تو حق و صداقت کی قربانیوں کے نتائج ہیں جو کبھی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتے لیکن حضرت سید شہداء کا اسوۂ حسنہ بتلاتا ہے کہ تم ان نتائج کی ذرا بھی پروا نہ کرو۔ اگر ظالمانہ اور جابرانہ حکومت کا وجود ہے تو حق کے لئے حق کی قربانی لازم ہے۔ اور اسے ہر حال میں چاہئے۔ تعداد کی قلت و کثرت سامان و وسائل کا نقصان اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اور ظالم کا صاحب شوکت و عظمت ہونا کوئی الٰہی سند نہیں۔ کہ اس وجہ سے اس کی اطاعت ہی کر لی جائے۔ ظالم خواہ ضعیف ہو خواہ قوی ہر حال میں اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ ظالم ہے۔

۴۔ حق و صداقت کی رفاقت کی آزمائش دم و گداز اور شکیب ربا ہیں۔ قدم قدم پر حفظ ناموس اور محبت فرزند و عیال کے دامن کھینچتے ہیں لیکن یہ اسوہ

مومنین مخلصین کو درس دیتا ہے کہ راہ میں قدم رکھنے سے پہلے اپنی طلب و ہمت کو اچھی طرح آزمالیں، تاکہ چند قدموں کے بعد ہی ٹھوکر نہ لگے۔

جرم را این جا عقوبت و استغفار نیست

اس قبیل جادۂ حق و صداقت کی انصار کے پاس جو کچھ تھا اس کا اعادہ ضروری نہیں کہ سب کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی آزمائشوں کے متعدد درجے بیان کئے ہیں۔ فرمایا گیا۔

اللہ تمہیں آزمائشوں میں ڈالے گا خوف و ہراس و بھوک اور بیاس النقصان جان و مال اور ہلاکت اولاد و اقارب اور پیداوار کی کمی میں مبتلا کر کے تمہارے صبر و استقامت کو آزمائے گا پس اللہ کی طرف سے بشارت ہے اللہ کیلئے جن ثبات و استقامت کا یہ حال ہے کہ جب مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں تو اپنے معاملات کو یہ کہکر اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

چوری

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسرق السارق حین یسرق وھو مومن۔ (بخاری)

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی چور مومن ہونے کی حالت میں چوری نہیں کیا کرتا۔

تشریح: چوری کو ہر شخص برا جانتا ہے۔ اور ہر مذہب اس کو جرم قرار دیتا ہے۔ اس سے بڑا فساد برپا ہوتا ہے۔ امن و امان خراب ہوتا ہے اس لئے اسلام میں چونکہ چوری کرنا ایمان کے منافی ہے مسلمان کی شان نہیں کہ وہ چوری جیسے برے فعل کو کرے۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو وہ مجرم ثابت ہونے پر چور کا بایاں ہاتھ کاٹ دے گی۔ چوری کی یہ ایسی سزا ہے۔ کہ چور جدھر وہ جائے گا دیکھنے والے جان لیں گے کہ اس نے چوری کی تھی۔

اس عبرت ناک سزا کو دیکھ کر لوگ چوری سے بچیں گے۔ ایک بار ہاتھ کٹ جانے میں زندگی بھر کی رسوائی اور پریشانی کے لئے کافی ہے۔ ہاتھ کٹنے کے بعد دوبارہ چوری کرے تو اس کا بایاں پیر کاٹ دیا جائے گا۔ اور اگر پھر بھی باز نہ آئے تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اس پر بھی باز نہ آئے تو دایاں پیر کاٹ دیا جائے گا۔ پھر وہ اپاہج ہو کر رہ جائے گا اور عمر بھر اس برے کام کو نہ کر سکے گا۔

سالک بستوی

تعزیہ سازوں سے خطاب

جذبۂ توحید ہے دل میں تو آؤ دوستو!
شوکتِ اسلام کا جھنڈا اٹھاؤ دوستو!
ہر طرف اسلام کی شمعیں جلاؤ دوستو!
شرک و بدعت کے اندھیروں کو مٹاؤ دوستو!
بادۂ عرفان کے ساغر پلاؤ دوستو!
بھول کر بھی تعزیہ کو مت بناؤ دوستو!

ہے کہاں سے جشنِ میّت کے منانے کا ثبوت!
کاغذی بتوں کے آگے سر جھکانے کا ثبوت!
غیر قوموں کی طرح لیلا دکھانے کا ثبوت!
مرثیہ گا گا کے ڈھولک کے بجانے کا ثبوت!
حق کے رستے پر قدم اپنا بڑھاؤ دوستو!
بھول کر بھی تعزیہ کو مت بناؤ دوستو!

عقل کے در کھول کر دیکھو باندازِ حسیں!
زندگی کا زور مُردوں سے بھی ملتا ہے کہیں!
جو چڑھاوا پا کے خود حرکت بھی کر سکتے نہیں!
خیر و برکت کے خوشی وہ دینگے کیا تمکو یقیں!
بت پرستی کے رواجوں کو مٹاؤ دوستو!
بھول کر بھی تعزیہ کو مت بناؤ دوستو!

کربلا کے ذرّے ذرّے سے یہ ملتا ہے پیام!
سامنے باطل کے اپنا سر جھکانا ہے حرام!
ہیں اگر مرغوب تمکو بادۂ کوثر کے جام!
سر کٹا کر بھی نہ چھوڑو سنّتِ خیر الانام!
گلشن فردوس پر قربان جاؤ دوستو!
بھول کر بھی تعزیہ کو مت بناؤ دوستو!

ذہن کو روشن کرو عرفان کی تنویر سے!
کب مقدر بھیک مانگے ہے کسی تصویر سے!
جوہر ایماں دکھاؤ جذبۂ شبّیر سے!
زورِ باطل کو دباؤ نعرۂ تکبیر سے!
نغمۂ سالک محرم میں سناؤ دوستو!
بھول کر بھی تعزیہ کو مت بناؤ دوستو!

حکیم اجمل خاں

اخبارِ جہاں

شہزادہ فیصل نے فرمایا

اقوام متحدہ، سعودی عرب کے شہزادہ فیصل نے کہا ہے کہ اگر اسرائیل اور اس کے حامی ممالک فلسطینی عوام کو ان کے وطن میں امن و سلامتی کے ساتھ زندہ رہنے کا حق دینے سے برابر انکار کرتے رہے تو انجام کار ان کی تباہی ہوگی۔

شہزادہ سعود الفیصل نے سعودی عرب کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ اگرچہ اقوام متحدہ نے فلسطینیوں کے حقوق کی حمایت کی ہے لیکن اس کے باوجود اسرائیل نے قبضے کی مذمت کی ہے کہ لبنان پر اسرائیل کا حملہ جارحیت کی تازہ مثال ہے۔ اسرائیل نے بیت المقدس میں کھدائی اور انہدام کی جو کارروائیاں کی ہیں ان سے مسجد اقصیٰ کی عمارت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ مسجد اقصیٰ دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کے لیے مقدس ہے۔ اس لئے اسرائیلی کارروائیوں پر عالم اسلام میں شدید ردعمل ہو سکتا ہے جس کے نتائج دور رس ہوں گے۔

شیخ عبدالعزیز بن باز نے فرمایا

مکہ مکرمہ، سعودی عرب کے ممتاز عالم شیخ عبدالعزیز بن باز نے دنیا بھر کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے ضرورت مند بھائیوں کی اخلاقی و مالی امداد کریں۔ انہوں نے کہا کہ زندگی کے تمام شعبوں میں شریعت اسلام کا اتباع کیا جائے اور اسلامی شعبوں سے نمٹنے کے لئے اپنے اختلافات بھلا کر ایک تابناک مستقبل کی تعمیر کے لیے متحد ہو جائیں۔ وہ یہاں رابطہ عالم اسلامی کی مجلس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ مجلس کا یہ چھبیسواں اجلاس تھا۔ سعودی عرب کے دارالافتاء، دعوت و ارشاد کے سربراہ شیخ عبدالعزیز بن باز نے اس افتتاحی اجلاس کی صدارت کی۔ اس کی ابتدائی نشستیں رابطہ کے صدر دفتر میں منعقد ہوا تھا۔ رابطہ کے سکریٹری شیخ محمد ناصر العبودی ... کے ۱۳۲ ارکان کونسل نے شرکت فرمائی۔ اجلاس کے ایجنڈے میں جو امور زیر بحث آئے ان میں بیت المقدس فلسطین اور لبنان کی صورت حال، افغانستان، ایران عراق جنگ، اور دنیا کے مختلف ممالک میں مسلم اقلیتوں کے مسائل شامل تھے۔ عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کے نتائج پر بھی غور ہوا۔ علاوہ ازیں اجلاس نے ایک تعلیم و ثقافت کے سلسلے میں ایک عالمی کونسل کے قیام پر بھی غور فرمایا۔

قرآن کریم کے معیاری تراجم

رابطہ عالم اسلامی کی مجلس تاسیسی کے صدر اور سعودی دارالافتاء کے سربراہ شیخ عبدالعزیز بن باز نے قرآن کریم کے انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں معیاری تراجم کرنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں۔ موصوف نے یہ حکم اس لئے دیا ہے کہ موجودہ تراجم میں بعض نقائص اور غلطیاں موجود ہیں۔ شیخ موصوف کا یہ فیصلہ بروقت اور نہایت مناسب ہے۔

عربی بطور لازمی مضمون

حکومت پاکستان کے وزیر برائے تعلیم نے کہا ہے کہ پورے ملک میں عربی زبان چھٹی جماعت سے لازمی مضمون کی حیثیت سے کر دی گئی ہے۔ انہوں نے یہ ہدایت علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں اجلاس کے افتتاح کے موقع پر بتائی۔ انہوں نے بتایا کہ اب عربی انٹرمیڈیٹ تک لازمی مضمون کے طور پر پڑھائی جائے گی۔ اس پروگرام پر عمل درآمد کے لئے عربی کے دس ہزار اساتذہ تیار کئے جا رہے ہیں۔

چین میں اسلام

کویت کے ایک ہفت روزہ نے خبر دی ہے کہ چین میں اسلام کی اشاعت میں قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے۔ دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اسلام سے لوگوں کی دلچسپی روز افزوں ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق اس وقت چین میں مسلمانوں کی تعداد ۱۳ سے ۲۰ ملین تک ہے۔

دنیا میں مسلمانوں کی آبادی

نئی دہلی۔ دنیا میں مسلمانوں کی آبادی ایک ارب ہو گئی ہے۔ مسلمان دنیا کے ۱۳۰ مختلف ممالک میں آباد ہیں۔ یہ اعداد و شمار نئی دہلی سے شائع ہونے والے ایک جریدے نے شائع کئے ہیں۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق انڈونیشیا سب سے زیادہ مسلم آبادی والا ملک ہے۔ وہاں ۱۴ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی ۹ کروڑ، بنگلہ دیش میں ۷ کروڑ ۲۰ لاکھ اور پاکستان میں یہ آبادی ساڑھے سات کروڑ ہے۔ پانچواں نمبر نائیجیریا کا ہے جہاں مسلمانوں کی آبادی ۴ کروڑ ۲۰ لاکھ ہے۔ روس میں ۴ کروڑ اور چین میں ۱۵ کروڑ مسلمان ہیں۔ مسلمانوں سے آباد ۴۳ ممالک ہیں۔ ۲۷ ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی ۵۰ لاکھ سے بھی کم ہے۔ دنیا کی مجموعی آبادی میں تقریباً ۳۰ کروڑ مسلمان ایسے ہیں جو مختلف ممالک میں بطور اقلیت رہتے ہیں۔

جامعہ اردو علی گڑھ کا انتخاب

جامعہ اردو علی گڑھ کی مجلس عامہ کا اجلاس زیر صدارت جناب ڈاکٹر رفیق ذکریا صاحب منعقد ہوا۔ اس میں حسب ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ پروفیسر مسعود حسین خاں مزید چار سال کے لئے شیخ الجامعہ، پروفیسر عبدالعلیم نائب شیخ الجامعہ اور الحاج عبیدالرحمان خاں شروانی خازن منتخب ہوئے۔

کتب خانوں کی مالی امداد

اردو اکیڈمی اترپردیش قیصر باغ لکھنؤ نے تمام رجسٹرڈ کتب خانوں، دارالمطالعوں اور ڈگری کالجوں کو امداد دینے کی غرض سے اپنے مجوزہ فارموں پر درخواستیں طلب کی ہیں۔ شائقین فارم طلب کرکے اپنی درخواستیں بھیج سکتے ہیں۔

سوڈان میں اسلامی بنک

خرطوم، شمالی افریقہ میں واقع اسلامی ملک سوڈان نے اپنے ہاں اسلامی بنک قائم کرنے کے سلسلے میں ایک بالکل نیا تجربہ کیا ہے جو کافی کامیاب رہا ہے۔ خبر کے مطابق سوڈان میں پہلے سے کوآپریٹو سوسائٹیوں نے متحدہ طور پر ایک نیا بنک قائم کیا ہے جس کا نام اسلامک کوآپریٹو ڈیولپمنٹ بنک رکھا ہے۔ یہ بنک جو پچاس لاکھ سوڈانی پونڈ کے سرمایہ سے شروع کیا گیا ہے۔ دوسرے اسلامی بنکوں کی طرح سودی کاروبار نہیں کرے گا۔ بلکہ نفع و نقصان کی بنیاد پر اپنے ممبروں کو قرض دیا کرے گا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس وقت سوڈان میں پانچ ہزار سے زیادہ رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیاں ہیں جنہیں اب اسلامک کوآپریٹو ڈیولپمنٹ بنک کی شاخوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ ان تمام سوسائٹیوں کا اصل زر ایک کروڑ گیارہ لاکھ ۸۰ ہزار سوڈانی پونڈ ہے۔ اسلامک کوآپریٹو ڈیولپمنٹ بنک قائم کرنے کے لئے ۳۰ لاکھ سوڈانی پونڈ سوڈان سرکار کی طرف سے دیئے گئے ہیں جب کہ ۲۰ لاکھ پونڈ کی باقی رقم سوسائٹیوں نے جمع کرکے دی ہے۔